فلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار و ذمہ داریاں تعلیمات نبوی کی روشنی میں

Responsibilities/ Role of women in the Welfare of Society (In the light of the teachings of the Prophet)

ڈاکٹر سید نعیم بادشاہ[*]

ڈاکٹر ارم سلطانہ[**]

ABSTRACT:

Allah is the creator of all universe and human beings as being crown of creation are bound with the ties of love, and unity. No one can survive alone. So man wants to live in groups and these groups form a society. Islam gives much importance to women, honored her. Women contributed a lot in the welfare of a society. It is a woman who born and brings up great personalities to work the great for the progress of a society. Status and historical role of women in society is undeniable. This article deals with meritorious contribution of women in the welfare of society. The women with true Islamic spirit and awareness of all the preaching and teachings of Holy Quran and Sunnah can serve the society in the best manner. At the advent of Prophet ﷺ the women were treated as a slave, deprived of her rights. Islam gave the woman their due right, Respect and Honor and woman contributed a lot in all the field of life especially in Education. An educated woman is the blessing for a society. So woman should perform at their level best for the welfare of the society being a mother, a sister, a wife being within the limits of Islam. Women were seen as wives to cook and take care of kids but now it is realized women should have some different type of role like holding position in governments, doing job at top level, and doing business, so it proves their presence outside the kitchen and laundry. So this article discusses role and responsibities of women in the light of Islamic teaching.

Key words: Women, Islamic spirit, awareness, contributed, undeniable.

اجتماعیت کے بغیر انسانی زندگی ناممکن ہے۔انسان پیدائش سے لے کر موت تک معاشرے کا محتاج ہے چونکہ اجتماعیت کے بغیر انسانی زندگی ناممکن ہے اس لئے انسان مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے۔مل جل کر رہنے سے خاندان اور پھر اسی سے معاشرے وجود میں آتے ہیں۔ دراصل معاشرے مختلف بنیادوں پر قائم ہوتے رہے ہیں مثلاً برادری، قوم، زبان، مذہب اور جغرافیائی حدود وغیرہ۔ انسانی تاریخ میں جتنے معاشرے تشکیل پاتے ہیں ان میں تقریباً یہی عوامل کارفرما رہے ہیں۔انسان کی اجتماعی زندگی پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں دو امور کو پیش نظر رکھا ہے۔ایک یہ کہ وہ اس طرح زندگی بسر کرے کہ اس کی اپنی ذات کی تکمیل ہو۔دوسرے یہ کہ ایسے اصول وضوابط تیار کرے جن کے ذریعے وہ باقی انسانوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے۔انسان جہاں رہتا ہے وہ معاشرہ ہے۔

[*]Chairman, Department Islamic Studies, Agriculture University, Peshawar, KPK.
Email: syenbs@yahoo.com

[**]Assistant Professor, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad.

عربی میں اس کو "الاجتماع" انگریزی میں "Society " کہا جاتا ہے انسان معاشرتی زندگی اس لیے اختیار کرتا ہے تا کہ جلبِ منفعت ہو اور دفع مضرت کا مقصد حاصل ہو، جدید اہل فکر نے انسان کو "Social Animal" یعنی معاشرتی حیوان قرار دیا[1]۔ اسلامی فلسفہ حیات میں انسان کو معزز اور مکرم پیدا کیا گیا اسے معزز نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ان کی حیثیت "Social Phenomenon " کی ہے۔ انسان مدنی الطبع ہے اور اس کی جبلت میں باہم دیگر مل جل کر رہنے کی عادت ڈال دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام سب سے زیادہ اجتماعیت پر زور دیتا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے فرمایا ہے:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں[2]

معاشرہ کا مفہوم:

معاشرہ طبعی قدرتی اور فطری ادارہ کا نام ہے جس کی تشکیل خاندان سے ہوتی ہے اور خاندان تین سرکل کا نام ہے، بچہ، جوان، معمر[3]۔ معاشرہ عاشر یعاشر کا مصدر ہے اس سے مراد افراد کا وہ مجموعہ ہے جو باہم مل جل کر رہتے ہیں[4]۔ معاشرہ باب تفاعل عاشر یعاشر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی باہم مل جل کر رہنا، جیسے "اعتشر یا تعاشر القوم" ایک دوسرے کے ساتھ رہنا[5]۔ انگریزی میں اسے "Society" کہا جاتا ہے Social mode of living, a social community[6]۔ مثلاً:

Society has a right to expect people to obey the law[7]

معاشرہ دراصل عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں مل جل کر زندگی بسر کرنا، اصطلاح میں اس سے مراد لوگوں کا وہ گروہ ہے جو کسی مشترکہ نصب العین کی خاطر وجود میں آیا ہو، معاشرتی ادارے دو طرح وجود میں آتے ہیں، قدرتی ادارے اور رضاکارانہ ادارے[8]۔ اسلام جہاں جماعتی فلاح کا ضامن ہے۔ وہاں افراد کو بھی نظر انداز نہیں کرتا۔ بلکہ فرد کی اصلاح کو اصلاح کا نقطۂ آغاز قرار دیتا ہے۔ کیونکہ فرد معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ لہٰذا فرد کی اصلاح دراصل معاشرے کی اصلاح ہے۔

فلاحی معاشرہ:

ایک فلاحی معاشرہ ایسا معاشرہ ہے جس میں لوگوں کی زندگی دین اسلام کے تابع ہو کیونکہ انسانیت کی فلاح کے لیے اسلام ہی بہترین ضابطہ حیات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے ذریعے اپنی کامل اور اکمل ترین شکل میں عطا فرمایا۔

فلاح معاشرہ کی ضرورت واہمیت:

اسلامی تعلیم کا بنیادی مقصد انسانی معاشرے کی فلاح و کامیابی ہے اور انسان کی اس طرح اصلاح کرنا ہے کہ دنیا میں تمام لوگ امن و امان کی زندگی بسر کریں اور آخرت کی لامتناہی زندگی کے لیے پورے اخلاص و تقویٰ کے ساتھ تیاری کریں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی جائے اور آپ ﷺ ہی کی بتائی ہوئی راہ پر چلنا جائے۔ فلاح معاشرہ کے سلسلے میں حضور اکرم ﷺ نے جو کامیابی حاصل کی وہ دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا اور سب سے اہم واقعہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور آپ ﷺ کے ذمہ یہ کام لگایا کہ معاشرے کو برائیوں سے پاک کریں اور معاشرے کی اس طرح سے اصلاح کریں کہ وہ دنیا کا مثالی معاشرہ بن جائے اور افراد معاشرہ دنیا کی بہترین افراد بن جائیں۔ تو اس ذمہ داری کو آپ ﷺ نے بڑے احسن طریقہ سے ادا کیا اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔

فلاح معاشرہ کے لیے خواتین کے بنیادی اوصاف:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہتر اور نیک عورتوں کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

مُسۡلِمَاتٍ مُؤۡمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ [9]

ترجمہ: جو اسلام والیاں توبہ کرنے والیاں، عبادت بجالانے والیاں روزے رکھنے والیاں ہوں گی۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ: وَالۡمُحۡصَنَاتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنَاتِ[10] اور پاک دامن مؤمن عورتیں۔

فلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار

معاشرے میں خواتین کا کردار کتنا واضح ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَالۡمُؤۡمِنُونَ وَالۡمُؤۡمِنَاتُ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَاءُ بَعۡضٍ[11]

ترجمہ: ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

یعنی مؤمن مردوں کی طرح مؤمن عورتوں بھی فلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کرتیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں مسلمان عورت کا بلند مقام، اور ہر مسلمان کی زندگی میں اس کا موئثر کردار ہے۔ صالح اور نیک معاشرے کی بنیاد رکھنے میں عورت ہی پہلا مدرسہ ہے۔ عورت وہ ماں ہے جو اپنی اولاد کے ذریعے ایک پاکیزہ اور خوبصورت معاشرے کی بنیادیں استوار کرتی ہے۔ کیونکہ اسی کی گود سے ہی انسان جنم لیتے ہیں اور وہی ان کی تربیت کرتی ہے۔ عورت معاشرے کا اہم ترین جزو ہی نہیں بلکہ روحِ رواں بھی ہے، کائنات کی زیبائی، اولاد کی تربیت، زندگی کا حسن ایک بااخلاق، عفیف اور پاکدامن عورت سے ہی قائم ہے۔ اسی طرح معاشرے کی تعمیر وتخریب اس معاشرے کی خواتین کی تعمیر وتخریب سے ہی جنم لیتی ہے۔ عورت واحد عنصر ہے جو اپنے دامن سے ایسے افراد معاشرے کے سپرد کرسکتی ہے کہ جن کی برکات سے ایک معاشرہ نہیں بلکہ کئی معاشرے عزت واستقامت اور اعلیٰ انسانی اقدار میں ڈھل سکتے ہیں اور اسی کے باعث ہی اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر زندہ قوم اپنے خواتین پر خصوصی توجہ دیتی ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اقوام کی حالت بدلنے اور ترقی کو چار چاند لگانے اور نظریات کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے اس کی کوششیں ہمیشہ نمایاں رہی ہیں۔ نپولین بوناپارٹ نے کہا تھا کہ: "تم مجھے اچھی مائیں دو، میں تمہیں اچھی اولاد دوں گا". ایک عربی شاعر حافظ ابراہیم کہتا ہے کہ: الأم مدرسة اذا أعددتها أعددت شعبا طيب الأعراق[12]

ترجمہ: ماں ایک مدرسہ ہے اگر آپ اسے تیار کرتے ہیں تو گویا آپ ایک اچھی نسل تیار کرتے ہیں۔

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ بہترین ماؤں نے ہی حقیقت میں قوم وملت کو ایسے سپوت عطا کیے جنہوں نے تاریخ کو عظمت بخشی۔ دنیا کی نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہے۔ انسانی زندگی کا دار و مدار جتنا مردوں پر ہے اتنا ہے خواتین پر بھی ہے کیونکہ فطری طور پر خواتین خلقت کے انتہائی اہم امور سنبھال رہی ہیں۔ خلقت کے بنیادی امور جیسے عمل پیدائش اور تربیت اولاد خواتین کے ہاتھ میں ہے۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے ایک بلند مرتبہ انسان کی حیثیت دی ہے تاکہ وہ بلند انسانوں کی پرورش کرکے معاشرے کی فلاح وبہبود اور سعادت وکامرانی کی راہ ہموار کرسکے۔

خاندان میں خواتین کا کردار:

اس کائنات کی بقاء بنی نوع انسان کی بقاء سے وابستہ ہے اور نوع انسانی کی بقاء کا انحصار عورت اور مرد کے باہمی تعاون اور اشتراک پر ہے یہی وجہ ہے کہ خالق کائنات نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم قرار دیا ہے۔ عورت کو خاندان اور کنبے میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ویسے کنبہ تو مرد اور عورت دونوں سے مل کر تشکیل پاتا ہے اور دونوں ہی اس کے معرض وجود میں آنے اور بقاء میں بنیادی کردار کے حامل ہیں لیکن گھر کی فضا کی طمانیت اور چین وسکون عورت پر ہی موقوف ہے۔ درحقیقت عورت ہی خاندان کی تشکیل کرتی ہے اور وہی اسے چلاتی ہے۔ عورت اگر سمجھ دار اور سلیقے مند ہے تو خاندان کو (بکھرنے سے) بچائے رکھے گی۔ یہ جو اسلام خاندان کے اندر عورت کے کردار کو اتنی زیادہ اہمیت دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عورت نے خاندان کے فریضے کو سنبھال لیا اور اس میں دلچسپی دکھائی، بچوں کی تربیت وپرورش کو اہمیت دی تو اس معاشرے کی انسانی نسلیں باشعور اور قابل افتخار ہوں گی۔ کیونکہ اس کو گھر کی ملکہ کہا گیا اور گھر کی تمام ذمہ داریاں اس کے سپرد کردی گئیں۔ مشہور مقولہ ہے کہ: "ہر کامیاب فرد کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہوتا ہے"۔ عورت کا اصل دائرہ کار اس کا خاندان یا گھر ہے اور اصل بقاء اور کامیابی رشتوں کا احترام اور خاندان کو جوڑ کر رکھنا عورت کا فرض منصبی ہے۔

خواتین کا معاشرتی کردار بحیثیت بیوی:

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الدُّنْيَا كُلَّهَا مَتَاعٌ ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ[13]

ترجمہ: بیشک دنیا پوری کی پوری پونجی ہے اور بہترین پونجی نیک بیوی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ[14]

ترجمہ: پس نیک بیویاں، اطاعت شعار ہوتی ہیں شوہروں کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت کے ساتھ (اپنی عزت کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔

اس آیت کریمہ میں واضح کیا جارہا ہے کہ بحیثیت بیوی وہ عورت کا کردار ایسا ہونا چاہیے کہ وہ مرد کی عزت وناموس اور رازوں کی حفاظت کرتی ہو اور ہر اس چیز کی حفاظت کرتی ہو جو شوہر کی غیر موجودگی میں بطور امانت اس کے پاس ہے۔ اس میں اس کے نسب کی حفاظت، اس کی آبرو کی حفاظت، اس کے مال کی حفاظت، اس کے رازوں کی حفاظت، خود اس کی اپنی عفت اور پاکدامنی کی حفاظت، غرض سب کچھ اس میں آجاتا ہے کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے قدرتی امین ہیں۔

ابتدائے اسلام میں خواتین کا کردار:

ابتدائے اسلام مسلم خواتین نے زندگی کے ہر شعبہ میں بھرپور کردار ادا کیا اور بڑی آزادی اور خوشی کے ساتھ ادا کیا۔ علم سیکھنے سکھلانے کا میدان ہو یا معاشرتی خدمات کا میدان اللہ کی راہ میں جہاد کا موقع ہو یا سیاست وحکومت کے معاملات ہوں سب میں خواتین کا واضح روشن اور اہم کردار ہوتا تھا۔ اس ابتدائی عہد اسلام میں مسلم خواتین نے مشاورت میں بھی اپنا تعمیری کردار ادا کیا اور درست رائے سے حالات کا رخ ہی بدل دیا۔ مثال کے طور پر: صلح حدیبہ کے موقع پر مکہ مکرمہ کے قرب وجوار سے صحابہ کرام جو کئی سال بعد آئے تھے مگر عمرہ وزیارت

بیت اللہ کے بغیر واپس ہونے پر مجبور ہونا پڑا رسول اکرم ﷺ نے احرام کھول کر واپس جانے کا اعلان فرما دیا مگر زیارت بیت اللہ کے لئے تڑپنے والی نیک روحیں جیسے بے جان ہو کر بیٹھ گئی ہوں اور احرام کھولنے پر کسی طرح آمادہ نہ ہو رہیں تھیں۔ آپ ﷺ اسی حال میں اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور ام المومنین حضرت ام سلمہ سے مشورہ لیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے جانثار تو آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کے منتظر رہتے ہیں اگر آپ ﷺ احرام کھول دیں تو یہ لوگ بھی دوڑ کر آپ ﷺ کے نقش قدم پر چل پڑیں گے چنانچہ ایسے ہی ہوا جب آپ ﷺ نے احرام کھول دیا تو تمام صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کی پیروی کی۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر کی بہادری:

حضرت عبد اللہ بن زبیر بڑے عالم، فقیہ، بہادر اور شجاع تھے۔ انہوں نے عبد الملک بن مروان کا مقابلہ کیا، اس کی حکومت نہج نبوت سے ہٹ گئی تھی تو آپ نے کوشش کی کہ اس کو منہاج نبوت پر لے آئیں اور عبد الملک بن مروان کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی سے سخت مقابلہ ہوا اور وہ شہید ہوئے، اس نے عبد اللہ بن زبیر کو پھانسی پر لٹکا دیا اور کہا جب تک ان کی ماں سفارش نہیں کرے گی، انہیں نہیں اتاروں گا۔ ماں کی آنکھوں کے سامنے اسکے جگر گوشے جام شہادت نوش کرتے ہیں لیکن اس ماں کی ہمت و حوصلہ دیکھنے کے قابل ہے جب وہ ان کی لاشوں کو سولی پر لٹکے پاتی ہے تو کہتی ہے۔ أَمَا آنَ لِهَذَا الرَّاكِبِ أَنْ يَنْزِلَ [15]۔ کیا ابھی اس شہسوار کے لئے وقت نہیں آیا ہے کہ گھوڑے سے اترے۔

حجاج بھی انتظار میں تھا اس کو بھی لعنت پڑ رہی تھی اور اس نے اس کو بہانہ بنالیا، اور اتارنے کا حکم دیا[16]۔ الغرض یہ کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد امہات المومنین نے تعلیم قرآن کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں اور بچیوں کو دینی مسائل کی تعلیم بھی دینا شروع کر دی حتیٰ کہ ام المومنین کا اپنا حجرہ ایک درسگاہ نظر آنے لگا امہات المومنین کی پیروی میں دیگر خواتین اسلام نے بھی اشاعت علم اور فہم دین کو اپنے لئے لازم ٹھہرا لیا اس طرح علم تدریس تعلیم کے فروغ اور حدیث کی روایت میں ابتدائی دور کی مسلم خواتین نے سرگرم کردار ادا کیا یہ سب باتیں ایک حقیقت کو آشکار کرتی ہیں کہ ابتدائے اسلام میں مسلم خواتین نے اپنا بھرپور تعمیری اور مثبت کردار ادا کر کے آنے والے وقتوں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ اور قابل تقلید مثالیں قائم کر دی ہیں جو آج بھی مسلمان عورت کے لئے مشعل راہ ہیں اور رہیں گی۔

میدان جنگ میں خواتین کا کردار:

میدان جنگ میں مسلم خواتین مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں اور اس کار خیر میں کسی بڑے یا چھوٹے کی تفریق و تمیز نہیں تھی حتیٰ کہ غزوہ احد میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ بھی اس کار خیر میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے موجود تھیں۔ غزوہ خندق کے موقع پر بھی مسلم خواتین نے اپنے ایسے ہی کارہائے خیر میں بھرپور کردار ادا کیا۔

حضرت صفیہ کا دلیرانہ اقدام:

خواتین جس قلعہ میں تھیں وہ بنو قریظہ کی آبادی سے متصل تھا، یہودیوں نے یہ دیکھ کر کہ تمام جمعیت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے قلعہ پر حملہ کیا، ایک یہودی قلعہ کے پھاٹک تک پہونچ گیا اور قلعہ پر حملہ کرنے کا موقعہ ڈھونڈ رہا تھا کہ حضرت صفیہ نے دیکھ لیا، خواتین کی حفاظت کے لئے حضرت حسّان متعین کر دئے گئے تھے، حضرت صفیہ نے ان سے کہا کہ اتر کر اس کو قتل کر دو، ورنہ یہ جا کر دشمنوں کو پتہ کرے

گا، حضرت حسّان کو ایک عارضہ ہو گیا تھا جس نے ان میں اس قدر جبن پیدا کر دیا تھا کہ وہ لڑائی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے تھے، اسی بناء پر اپنی معذوری ظاہر کی اور کہا کہ میں اس کام کا ہوتا تو یہاں کیوں ہوتا، حضرت صفیہ نے خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ لی اور اتر کر یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا، حضرت صفیہ چلی آئیں اور حسّان سے کہا کہ ہتھیار اور کپڑے چھین لاؤ، حسّان نے کہا جانے دیجئے مجھ کو اس کی ضرورت نہیں، حضرت صفیہ نے کہا اچھا جاؤ اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دو کہ یہودی مرعوب ہو جائیں، لیکن یہ خدمت بھی حضرت صفیہ ہی کو انجام دینی پڑی، یہودیوں کو یقین ہوا کہ قلعہ میں بھی کچھ فوج متعین ہے، اس خیال سے انھوں ے حملہ کی جرأت نہ کی۔[17]

نگاہ کی پاکیزگی:

اسلام نے عورت کے کردار کی تربیت کے مراحل میں ایک ایک نکتہ پر گہری نظر رکھی ہے لہٰذا اس چھوٹے سے چھوٹے سوراخ کو بھی بند کر دیا جو معاشرتی فساد کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ چونکہ عورت ضرورتاً گھر کی چار دیواری سے بازار کے ماحول میں قدم رکھتی ہے اور وہاں جگہ جگہ شیطان گھات لگا کر بیٹھا ہے لہٰذا بہت ہی مفکرانہ انداز میں عورت کو حکم دیتا ہے کہ: وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ[18]۔ یعنی مؤمن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔

غض بصر کی تعمیل کے ساتھ ہی ذہنی و قلبی خطرات کا سدِّباب ہو جاتا ہے۔ اس وقت معاشرے میں خواتین کو جو مسائل درپیش ہیں۔ اُن میں ایک بڑا مسئلہ اسی نگاہ کی پاکیزگی کے اہتمام کا فقدان ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ سماجی مسائل دن بدن جنم لے رہے ہیں۔ جن کو قابو کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ اگر خواتین نگاہ کی پاکیزگی کا اہتمام کر لیں تو معاشرے کے بہت سارے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔

اندازِ گفتگو:

قرآن کریم کی شان دیکھئے کہ وہ کس انداز سے کائنات کے اس حسین وجود کی تربیت کرتا ہے۔ ایک معصوم بچے کی طرح پیار و محبت سے اُسے بات کرنے کا طریقہ سکھاتے ہوئے سمجھاتا ہے کہ جب بوقت ضرورت صنفِ مخالف سے بات کرنی پڑی: فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ[19]۔ تو نرم لہجے سے بات نہ کرو۔ اس آیت کے ضمن میں ابو بکر جصاص لکھتے ہیں کہ: فَهَذِهِ الْأُمُورُ كُلُّهَا مِمَّا أَدَّبَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ نِسَاءَ النَّبِيِّ ﷺ صِيَانَةً لَهُنَّ، وَسَائِرُ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ مُرَادَاتٌ بِهَا[20]۔ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اور اس سے پہلے ذکر کردہ احکام) کا ادب تو نبی کریم ﷺ کی بیویوں کی حفاظت کی غرض سے ان کو سکھلایا، لیکن اہل ایمان کی عورتیں بھی ان احکام میں شامل ہیں۔

گفتگو میں لوچ اور نزاکت پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ سیدھے سادھے الفاظ میں اصل بات کہہ کر گفتگو ختم کی جائے تاکہ جنس مخالف کو کسی قسم کا شیطانی خیال دل میں نہ گزرے اور وہ کوئی اُمید لگا کر نہ بیٹھ جائے۔ آج خواتین جس ناز و ادا سے مردوں سے محو گفتگو رہتی ہے وہ اخلاقی گراوٹ کے اسباب میں سے ایک ایسا عظیم سبب ہے جو معاشرے کو پستیوں کی اس دلدل میں دھکیل دیتا ہے جہاں سے نکلنا ناممکن ہوتا ہے۔

خواتین کا دعوتی کردار:

فلاح و تشکیلِ معاشرہ میں اساسی عنصر کی حامل اور تہذیبِ انسانی کی معمار و انسانیت کی تخلیق ساز عورت ہے۔ معاشرہ میں افراد کو

اعلیٰ اقدار کا حامل بنانا اور بنیادی اخلاقیات کی تعمیر بھی عورت ہی کر سکتی ہے۔ اس حیثیت سے دین کی ترویج و اقامت میں عورت کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ تبلیغ دین بحیثیتِ مجموعی امت کا ایسا فریضہ ہے جسے ہر فردِ امت نے ادا کرنا ہے۔ دعوتِ دین میں عورت کے کردار و عمل کی ناگزیریت کے بارے میں جلال الدین عمری رقمطراز ہیں: "خواتین کا دعوت و تبلیغ کے لئے تیار ہونا ایک اور پہلو سے بھی ضروری ہے کہ اس وقت خواتین کی اصلاح و تربیت کا کام بھی بالعموم مردوں ہی کو کرنا پڑتا ہے۔ اس میں دشواریاں اور نزاکتیں بھی ہیں۔ اس کا فطری طریقہ یہ ہے کہ مردوں کے درمیان مرد اور عورتوں کے درمیان عورتیں کام کریں۔ عورتوں کی نفسیات، مسائل، الجھنوں، خوبیوں اور خامیوں سے مردوں کے مقابلہ میں عورتیں زیادہ واقف ہیں اور اسے حل بھی کر سکتی ہیں۔ اس لئے عورتوں کے درمیان کام کے لئے عورتیں ہی موزوں ہو سکتی ہیں۔ اگر خواتین اس محاذ کو سنبھال لیں تو دعوت و تبلیغ کا مسئلہ حل ہو جائے۔"[21]

فلاح معاشرہ میں خواتین کی ذمہ داریاں

فلاح معاشرے میں مرد وزن کے لئے میدان کھلا ہوا ہے۔ اس کا ثبوت اور دلیل وہ اسلامی تعلیمات ہیں جو اس سلسلے میں موجود ہیں اور وہ اسلامی احکامات ہیں جو مرد و عورت دونوں کیلئے یکساں طور پر سماجی ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہیں۔ مسلمان مرد و عورت دونوں کا معاشرتی کردار اور مسلم معاشرے کے حوالے سے جو ذمہ داریاں ان کے کندھوں پر عائد ہوتی ہیں انہیں ایک ہی آیت کریمہ میں واضح کر دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا[22]۔ اے ایمان والو! اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بات کا برملا اظہار کیا ہے کہ معاشرے کی تعمیر و ترقی کی ذمہ داری مرد اور عورت دونوں پر یکساں عائد ہوتی ہے دونوں ہی برابر کے جوابدہ ہوں گے اور دونوں کو اپنے اپنے مخصوص دائرہ کار میں رہتے ہوئے اس فرض کی ادائیگی کرنا ہوگی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس پر یہ ذمہ داری ایک حوالے سے مرد سے قدرے زیادہ عائد ہوتی ہے کیونکہ عورت کی گود ہی وہ اولین مکتب ہے، جہاں معاشرے کا ہر فرد بلا تخصیص مرد و عورت اپنی زندگی کے ابتدائی اور بنیادی مراحل سے گزرتا ہے، یہی سے اس کی ذہنی، اخلاقی، روحانی تربیت اور نشوونما کی بنیاد رکھی جاتی ہے، اسی بنیاد پر اس کی زندگی کی پوری عمارت تعمیر ہوتی ہے، ماں کی گود اور عورت کا بنایا ہوا یہ گھر ہی اس معاشرے کا سب سے اہم انسان ساز ادارہ ہے، اس لحاظ سے عورت معاشرے کا سب سے مفید اور نہایت اہم رکن ہے جو اپنی انفرادی حیثیت میں بھی کل معاشرے کی اصلاح کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہے اور ایک بھرپور معاشرتی کردار ادا کر رہی ہے۔

دینی ماحول کی فراہمی:

بچوں کو ابتداء سے دینی تعلیم سے آراستہ کریں۔ گھر میں تلاوتِ قرآن ایک ایسا عمل ہے جو ماحول بنانے میں بہت مؤثر ہوتا ہے اور بچوں کے ذہن میں بھی یہ بات راسخ ہو جاتی ہے کہ ہمیں قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہئے اسی طرح آپ ﷺ نے گھر میں ذکر کرنے کی فضیلت بیان کی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِى يُذْكَرُ اللَّهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِى لاَ يُذْكَرُ اللَّهُ فِيهِ مَثَلُ الْحَىِّ وَالْمَيِّتِ[23]۔ اس گھر کی مثال جس میں اللہ کو یاد کیا جاتا ہے اور اس گھر کی مثال جس میں اللہ کو یاد نہیں کیا جاتا زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ مزید آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: كل مولود يولد على الفطرة فأبواه يهودانه أو ينصراه أو يمجسانه[24]۔ یعنی ہر بچہ اپنی فطرت کے اعتبار سے اسلام پر پیدا ہوتا ہے، یعنی اللہ کی فرمانبرداری کے مزاج پر پیدا کیا جاتا ہے لیکن اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ماں باپ کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے گھروں میں دینی ماحول بنائیں، اپنے بچوں کے ساتھ وقت گذاریں، آپسی گفتگو میں تہذیب و شائستگی اور باہمی ادب و احترام کا لحاظ رکھیں، زبان کی حفاظت کریں اور کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں جس میں بچوں سے تربیت کی باتیں کہی جاسکتی ہوں، موجودہ حالات میں اگر ہم نے بچوں کو دین و اخلاق سے ہم آہنگ ماحول فراہم نہیں کیا تو آئندہ نسل کے لیے بڑا خطرہ ہے۔

بچوں کی کردار سازی:

کہا جاتا ہے کہ اگر عمارت کی بنیاد صحیح ڈالی جائے تو وہ مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس کی بنیاد کمزور ہو تو عمارت کمزور اور ناپائیدار ہوتی ہے۔ یہی حال بچوں کا ہے اگر ان کی بنیاد مضبوط اور صحیح خطوط پر ہو تو بچے بہترین شخصیت کے حامل ہوتے ہیں۔ بچے کی شخصیت سازی میں سب سے اہم کردار ماں کا ہوتا ہے۔ وہی بچوں کی صحیح تربیت انجام دے سکتی ہے۔ ابتدائی زندگی کے نقوش خواہ مسرت کے ہوں یا ملال کے ہمیشہ گہرے ہوتے ہیں۔ لہذا اگر ماں ابتدا سے اپنے بچوں کو کلمہ توحید کی لوری دے تو یقیناً وہی کلمہ ان کے دل و دماغ میں اتر جائے گا اور مستقبل میں تناور درخت کی شکل اختیار کرے گا، اس کے بر خلاف اگر مائیں بچپن ہی سے اپنے بچوں کو غیر اسلامی باتیں سکھائیں یا بچوں کا اٹھنا بیٹھنا غلط قسم کے لوگوں کے ساتھ ہو جائے تو وہی باتیں ان کے دل و دماغ پر مرتسم ہوں گی۔ عورتیں اس ذمہ داری سے اسی وقت بخوبی عہدہ بر آ ہو سکتی ہیں جبکہ وہ خود اسلامی تعلیمات کی پابند اور اسلام کے سانچے میں ڈھلی ہوں، اس لئے کہ نیک اور صالح خاتون ہی راہ حق کے فدائیوں اور شیدائیوں کو تیار کر سکتی ہے۔

بحیثیت ماں اور اس کی ذمہ داریاں:

یہ ایک لافانی حقیقت ہے کہ دنیا کی سبھی قوموں کا قیمتی سرمایہ "بچے" ہوا کرتے ہیں۔ اگر اس وقت وہ گود کا کھلونا ہیں تو آگے چل کر وہی مستقبل کے معمار بنیں گے۔ اس لئے ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اس طرز پر کرے کہ ان کے رگ و ریشہ میں دین کی روح پھونک دے اس کے لئے ضروری ہے کہ ماں از خود صفات کاملہ کی حامل ہو اس لئے کہ بچہ جیسے ماں کو دیکھے گا ویسا ہی بننے کی کوشش کرے گا۔ ایک ماں اپنے خاندان کی روح رواں ہوتی ہے۔ اسی کے وجود سے گھر کا تمام نظام قائم رہتا ہے۔ اگر ماں نے اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی ہو تو معاشرے کے نظم و ضبط کو قائم رکھا جاسکتا ہے۔

تربیت اولاد:

اسلام کے دو ایسے میدان ہیں جن میں خواتین کو سبقت حاصل ہے اور وہ ان میدانوں میں جو کارنامے انجام دے سکتی ہے ان کے ذریعہ سے امت اسلامیہ کا صرف نسلی تصور ہی نہیں اعتقادی، اخلاقی، ذہنی اور تہذیبی تسلسل کے قائم رہنے میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہیں۔ یہ دو میدان ہیں، ایک نئی نسل کی دینی تعلیم و تربیت کا ابتدائی کام، اور اس کے قلب و ذہن پر اسلام کا نقش قائم کرنا اور اس کو عمیق و مستحکم بنانا، دوسرے اسلامی تہذیب و معاشرت کی حفاظت اور نئی نسل کو غیر اسلامی تہذیب و معاشرت کے اثرات سے بچانا ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے عورت کو قابل فخر مقام و مرتبہ دیا ہے اور نسل نو کی تعمیر و تربیت کا فریضہ عورت کے سپرد کر کے اس کو کائنات کی معتبر ہستی بنا دیا۔ ماں

خاندان کی بنیادی اکائی ہے۔ بچے کی تربیت اور اخلاق پر ماں کی عادات اور رویوں کا گہرا عکس ہوتا ہے۔ ایک ماں ہی ہوتی ہے جو اپنے لخت جگر کو اپنی گود سے تربیت دینے لگتی ہے اسی کی توجہ خاص کا اثر ہوتا ہے کہ وہ زندگی میں پیش آنے والی ہر چیز سیکھنے لگتا ہے۔ اولاد کی تربیت میں سب سے اہم اور قابل لحاظ نکتہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں اللہ کی توحید اور فقط اسی کی عبادت وبندگی کا شعور پیدا کرنا چاہئے جو انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ یوں تو ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس فطرت کو انحراف اور ضلالت سے بچانے پر توجہ دینے اور اس کی مستقل نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر بچوں کی تربیت اسلامی اصولوں پر کی جائے تو وہ بڑے ہو کر قوم وملت کے لئے قیمتی گوہر کی طرح اندھیروں میں روشنی کی کرن بن کر جگمانے لگتے ہیں۔ تربیت کا عمل انسانی شخصیت کے ہر پہلو پر محیط ہونا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ علمی و ذہنی تربیت تو ہو رہی ہو مگر اخلاقی و روحانی تربیت کی طرف دھیان ہی نہ ہو۔

تربیت کا قرآنی اصول:

سورۃ لقمان کی کچھ آیات میں اولاد کی تربیت کا بہترین سبق دیا گیا ہے، ان آیات میں بڑی محبت کے ساتھ اولاد کو سمجھانے کا انداز بتایا گیا ہے، یہ وہ آیات ہیں جن میں حضرت لقمان کی نصیحت کو اللہ تعالیٰ نے ذِکر فرمایا ہے۔ حضرتِ لقمان اپنے بیٹے کو اطاعت ربانی کا حکم دیتے ہیں، اور اسے ہر طرح کی عملی کوتاہی سے بچنے کی تربیت دیتے ہیں، وہ برائی خواہ معمولی ہو اور کسی بھی جگہ ہو، آسمان کی بلندیوں میں ہو یا زمین کے اندر ہو، ہر صورت اللہ تعالیٰ اسے حاضر کر کے چھوڑیں گے، اللہ تعالیٰ پر بندے کا کوئی عمل، خواہ وہ کسی جگہ کرے، مخفی نہیں ہے۔ اپنے بیٹے کو تمام ارکان وشرائط اور ظاہری وباطنی آداب سمیت شرک سے بچنے کا حکم دیتے ہیں۔

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ [25]

ترجمہ: اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کی سب سے پہلی وصیت یہ نقل فرمائی کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو شرک سے منع فرمایا، جس سے یہ واضح ہوا کہ والدین کیلئے ضروری ہے کہ اپنی اولاد کو شرک سے بچانے کی سب سے زیادہ کوشش کریں۔ اس کے بعد والدین کے ساتھ نیکی کا حکم ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ[26]

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کی بابت (نیکی کا) حکم دیا، اس کی ماں نے اس کو دکھ پر دکھ اٹھا کے اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ بڑھایا (اس لیے ہم نے حکم دیا) کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر گزار رہ میری ہی طرف پھر کر آنا ہے۔

توحید وعبادت الٰہی کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید سے اس نصیحت کی اہمیت واضح ہے۔

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ [27]

اس کے بعد حضرتِ لقمان اپنے بیٹے کو نماز قائم کرنے، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، مصیبت پر صبر اور تواضع وعاجزی اختیار کرنے اور گفتگو کے دوران لوگوں سے متکبرانہ بے رخی سے اجتناب اور مغرورانہ چال سے پرہیز کرنے کی نصیحت کرتے ہیں تاکہ وہ بیٹا ان جابروں اور متکبروں کے مشابہ نہ ہو جائے، جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ متکبروں اور خود پسندوں سے محبت نہیں رکھتے۔

خواتین کی ذمہ داریاں تعلیمات نبوی میں:

بیوی کو اسلام نے شوہر کی امین بنادیا ہے کہ وہ میاں کی موجودگی اور عدم موجودگی ہر دو صورتوں میں اس کے مال اور عزت کی حفاظت کرے گی۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا يحل للمرأة أن تصوم وزوجها شاهد إلا بأذنه ولا تأذن في بيته إلا بأذنه وما أنفقت من نفقة عن غير أمره فإنه يؤدي إليه شطره[28]

ترجمہ: عورت کیلئے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا جائز نہیں، جب کہ وہ گھر میں موجود ہو اور نہ شوہر کی مرضی کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے اور اگر عورت شوہر کے حکم کے بغیر اس کے مال میں سے خرچ کردے، تو مال کے ایک حصہ کیلئے ذمہ دار رہے گی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کا مقام و مرتبہ کتنا بلند ہے کہ نفل عبادات بھی شوہر کی اجازت کے بغیر انجام نہیں دے سکتی جب نفل عبادات کیلئے اس کی اجازت ضروری ہے تو دیگر امور میں تو بدرجہ اولیٰ شوہر کی اطاعت لازم ہے چنانچہ اسلام نے شوہر کی اطاعت و خدمت کو عورت کے کمال وخوبی میں شمار کیا ہے اور اس کو عورت پر لازم بھی قرار دیا ہے اور جنتی عورت اس کو قرار دیا ہے جو اپنے شوہر کی اطاعت وخدمت کرکے اس کو راضی کرلے۔ "ولا تأذن في بيته إلا بأذنه" یعنی عورت کے ذمہ یہ بھی فرض ہے کہ شوہر کے گھر میں کسی کو شوہر کی اجازت کے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ یا کسی ایسے شخص کو گھر کے اندر آنے کی اجازت دینا جس کو شوہر ناپسند کرتا ہو یہ عورت کیلئے بالکل ناجائز اور حرام ہے۔

گھر اور بچوں کی حفاظت:

اسلام نے پاکیزہ اور پرسکون زندگی کے لئے جو اصول وضوابط دیے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عورت شوہر کے گھر کی، اس کے مال واسباب کی اور اس کے بچوں کی نگرانی وحفاظت کرے۔ یہ اس کے فرائض اور ذمہ داریوں میں داخل ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته ... والمرأة راعية في بيت زوجها ومسؤولة عن رعيتها[29]۔ تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی...... عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی محافظ ہے اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔

عورت کی نگرانی یہ ہے کہ گھریلو امور اور اولاد اور خدام کی تدبیر کرے اور اس معاملے میں شوہر کا تعاون کرے یعنی شوہر کے مال اور اولاد کی حفاظت کرے کسی چیز کو ضائع نہ ہونے دے کوئی چیز خراب نہ کرے ورنہ اس سلسلے میں اسکی پوچھ ہوگی۔

شوہر کے لیے زینت:

ازدواجی زندگی میں جن امور کی بہت زیادہ اہمیت ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عورت شوہر کے لئے زیب وزینت کریں۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب ہم مدینہ پہنچے تو ہم نے شہر میں داخل ہونا شروع کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

أَمْهِلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلاً أَيْ عِشَاءً كَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ[30]

ترجمہ: ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ ہم رات یعنی عشاء کے وقت داخل ہوں گے تاکہ بکھرے ہوئے بالوں والی عورت اپنے بالوں میں کنگھی کرلے اور جس عورت کا خاوند غائب رہا ہے وہ اپنی اصلاح کرلے۔

شریعت کے خلاف امور میں شوہر کی اطاعت نہیں:

حاصل یہ کہ عورت اپنے شوہر کے حقوق کا پورا خیال رکھے مگر ایک بات ذہن میں رہے کہ شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی رضاوخوشی صرف اس موقع پر لازم ہے جب کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی وناراضی لازم نہ آتی ہو اگر شوہر ایسی بات کا حکم دے جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو یا اس کی ناراضی پر مشتمل ہو تو وہاں ہرگز شوہر کی بات نہیں مانی جاے گی۔

حاصل کلام:

دین اسلام کہ جس کے اصول کا سرچشمہ فطرت انسانی ہیں خالق کائنات کی طرف سے مادی اور معنوی ترقی حاصل کرنے کا بہترین دستور العمل پیش کرتا ہے۔ لہذا بغیر کسی شک و شبہہ کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ صرف دین ہے کہ جو معاشرے کے ہر فرد کے لیے اس کی فطرت کے اعتبار سے مقام و منصب کا تعین کرسکتا ہے جس میں اس کی شخصیت اور شرافت کی حفاظت ہوسکے اور انسانی معاشرے میں فلاح و کامیابی ممکن ہو سکتی ہے۔ خالق کائنات نے عورت کی فطرت اور سرشت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے معاشرہ میں جو مقام و منصب اسے عطا کیا ہے، اگر عورت مزید اس سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے گی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی فطرت کو کچل کر آگے بڑھ رہی ہے وہ اپنی تکلیف مالا یطاق انجام دینے کی کوشش کررہی ہے۔ لہذا وہ اس کام یا ذمہ داری کو کماحقہ انجام نہیں دیں پائے گی اس لیے کہ اس کی طاقت سے بالاتر ہے۔ ایسی صورت میں جب اجتماعی کام کماحقہ انجام نہیں پائیں گے تو کیا معاشرہ ترقی کرے گا؟۔ آج پوری دنیا میں بدامنی اور خلفشار برپا ہے جس سے معاشرے کا سکون غارت ہو رہا ہے اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہمارا واسطہ تعلیمات نبوی سے منقطع ہوچکا ہے۔ جب تک ہم اپنے معاشرے کی کردار سازی اور قول و عمل میں اخلاص پیدا نہیں کریں گے اس وقت تک اسی طرح ظلم وعدوان اور جور ستم کے شکار رہیں گے۔ کیونکہ قرآن میں بجا طور پر ہمیں اس کا حکم دیا ہے کہ: "فی الحقیقت تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں نہایت ہی حسین نمونہ ہے"۔ بنابریں رب کائنات نے بنی نوع انسان پر احسان فرمایا اور اپنے حبیب مکرم نبی آخر الزماں ﷺ کو رحمۃ اللعالمین ﷺ بنا کر بھیجا۔ حضرت فاطمہ کے کردار کو عورتوں کے لیے مثال اور نصب العین قرار دیا ہے بیٹی، بیوی اور ماں کی حیثیت سے آپ نے جو زندگی بسر کی وہ دنیا کے تمام عورتوں کے لیے نمونہ ہے۔

حوالہ جات

---

[1] John J.Macionis, Sociology, Tenth Edition, Pearson Prentice Hall, 2005, Pg:2

[2] علامہ اقبال، بانگ درا، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، مارچ1982ء، ص190

[3] سہ ماہی منہاج، لاہور، حیثیت نسواں نمبر، حصہ دوم مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری، اکتوبر:1984ء، ص105

[4] مرتضی حسینی زبیدی، تاج العروس، دار الهداية، ج13، ص53؛ نیز دیکھئے ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، نفیس اکیڈمی، کراچی، ص76

[5] ابراہیم مصطفى، احمدالزيات، معجم الوسيط، دارالدعوة، ج2، ص602؛ ابن منظور افريقي، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ج4، ص570

[6] http://www.oxforddictionaries.com/definition/english/society

7 Bogardus, Emory, Sociology, The Macmillan Company, New York, 1954

[8] اے رحمٰن جسٹس، اردو انسائیکلوپیڈیا، ج2، ص882

[9] التحریم5:66

[10] المائدۃ5:5

[11] التوبۃ71:9

[12] احمد بن مصطفی المراغی، تفسیر المراغی، مطبعة مصطفی البابی الحلبی، مصر، الطبعة الأولی، 1365ھ، ج2، ص168؛ محمد الغزالی، المرأة في الإسلام، دار نهضة، مصر الطبعة الأولی، ص5

[13] ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب، النسائی، السنن النسائی، مکتب المطبوعات الإسلامية حلب، الطبعة الثانية، 1406ھ، كِتَاب النِّكَاحِ، باب الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ، حدیث: 3232، ج6، ص69

[14] النساء34:4

[15] ابو عمر يوسف، القرطبي، الاستيعاب في معرفة الأصحاب، دار الجيل، بيروت، الطبعة الأولى، 1412ھ، ج3، ص909

[16] سید ابوالحسن علی ندوی، مرتب: محمد عزیز اللہ ندوی، اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض، ص118

[17] اسلام میں عورت کا درجہ اور اس کے حقوق و فرائض، جامعۃ المؤمنات اسلامیۃ، لکھنؤ، 1999ء، ص120

[18] النور31:24

[19] الاحزاب32:33

[20] ابو بکر الرازی الجصاص، احکام القرآن، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، الطبعة الأولی، 1415ھ، ج3، ص471

[21] سید جلال الدین عمری، مسلمان خواتین کی دعوتی ذمہ داریاں، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، ص22

[22] التحریم6:66

[23] ابو الحسین مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، دار الجیل، بیروت، کتاب صلاۃ المسافر، باب اسْتِحْبَابِ صَلاَةِ النَّافِلَةِ فِي بَيْتِهِ وَجَوَازِهَا فِي الْمَسْجِدِ، حدیث:1859، ج2، ص188

[24] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما قیل في أولاد المشرکین، حدیث:1319، ج1، ص465

[25] القمان13:31

[26] القمان14:31

[27] القمان17:31

[28] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا تأذن المرأة في بیتها لأحد إلا بإذنه، حدیث:4899، ج5، ص1994

[29] صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب اسْتِحْبَابِ نِكَاحِ الْبِكْرِ، حدیث:3713، ج4، ص176

[30] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب المرأة راعیة في بیت زوجها، حدیث:4904، ج5، ص1996